QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

غزوات النبی ﷺ میں دور حاضر کے لیے عسکری رہنمائی

Military Guidance for Modern Times In Ghazwat Un-Nabi ﷺ

Dr. Faizan Hassan Javed
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. Email: endoc.faix@gmail.com
Ms. Mariam
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. Email: awardkanwal@gmail.com
Ms. Tayba Barkat
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. Email: ars36gb@gmail.com

This study explores the military strategies and leadership principles demonstrated by Prophet Muhammad ﷺ during his battles (Ghazwat) and examines their relevance for contemporary military and strategic planning. The research analyzes key aspects of the Prophet's ﷺ military conduct, including tactics, resource management, ethical considerations in warfare, and the role of leadership. It aims to extract lessons that can be applied in modern warfare, conflict resolution, and military ethics, highlighting the significance of justice, coordination, psychological warfare, and adaptability in dynamic combat environments. The study seeks to bridge historical military wisdom with modern-day challenges, offering valuable insights for military leaders, policymakers, and researchers in understanding the enduring impact of these historical events on contemporary military thought.

Keywords: Seerah, Ghazwat Un-Nabi, Prophet Muhammadﷺ, Islamic History.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کیا۔ کچھ لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسے فوراً سینے سے لگایا اور شرف صحابیت پر فائز ہوئے اور بہت سے لوگوں نے اسے اپنی انا، ضد، ہٹ دھرمی، لاعلمی اور جہالت کی بنا پر نہ صرف ٹھکرایا بلکہ راہ اسلام حائل وہ رکاوٹ ثابت ہوئے جو نہ صرف خود رکے بلکہ جبرا دوسروں کو بھی روکا اوران پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ یہ مظلوم تیرہ سال تک تختہ مشق بنے رہے۔ اسلام کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے ان

حائل رکاوٹوں اور ظالموں کا راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔ ان کی چیرہ دستیوں کا جواب دینے ۔ اسلام مخالف سازشوں کو بے نقاب کرنے ۔ ان کے مظالم کا منہ توڑ جواب دینے اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے جہاں ہجرت ضروری تھی وہیں جہاد بھی ناگزیر تھا۔ جہاں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام تو دور کی بات اف تک کہنا بھی کسی کو پسند نہیں کیا وہیں زرہ پہن کر، سر پر خود سجا کر ہاتھ میں تلوار لیے ان دشمنان اسلام کی سر کوبی کیلئے میدان ہائے کارزار میں قدم رکھا۔ ابتدائے اسلام میں ہونے والے بڑے بڑے معرکوں میں بنفس نفیس شرکت کی۔ آپ نے بحیثیت ایک سپہ سالار کے نہ صرف جنگیں لڑیں بلکہ جنگی قواعد اور اصول حرب سے بھی روشناس کرایا۔ آپ کی ان جنگی کوششوں اور حربی کاوشوں نے سیرت النبی ﷺ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا جو مغازی کے نام سے مشہور ہوا۔

غزوات النبی ﷺ :

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی وحدانیت کو دنیا میں عام کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا رکھی۔ اس مقصد کے لئے صلہ رکھی، تبلیغ اور مصالحت کے طریقے اختیار کیے گیے لیکن جہاں یہ طریقے کامیاب نہ ہوئے وہاں فساد کے خاتمے کے لیے جہاد اور مثال سے کام لیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرامیہ اپنی نوعیت میں عرب کی جنگوں سے بالکل مختلف منفرد تھے کیونکہ ان کی مدد سے مدینہ کی ایک چھوٹی سی شہری ریاست نے گنے چنے مجاہدین کی مدد سے انتہائی قلیل مدت میں لاکھوں مربع میل کا علاقہ اپنے زیر نگیں کر لیا۔

رسول اللہ کی جنگوں کے لئے غزوہ اور سریہ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ غزوہ کو اصطلاح میں سے ایسی جنگی کاروائی کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود سپہ سالار کی حیثیت سے شرکت فرمائی ہو جبکہ سریہ چار پانچ سو افراد پر مبنی فوج کا لشکر ہوتا ہے۔ سیرت کی کتابیں سریہ سے مراد ایسی جنگی کاروائی لیتی ہیں جس میں آپ نے خود شرکت نہ کی ہو بلکہ کسی اور صحابی کو سپہ سالاری سونپی ہو۔[1]

رسول اللہ ﷺ کی جنگیں عرب کی جارحانہ مہمات سے بالکل الگ تھیں۔ اہل عرب تو معمولی باتوں پر جنگ وجدل کے لئے تیار ہوتے تھے اور پھر یہ جنگیں سال ہا سال جاری رہتی تھیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف جنگی محرکات اور بنیادی مقاصد تبدیل کیے بلکہ جنگ کے لیے از سر نو حکمت عملی ترتیب دی جو عرب کی روائیتی جنگوں سے یکسر مختلف تھی[2]۔ دور نبوی کی جنگوں کی نوعیت دفاعی ہوتی یا فتنہ کے تدارک کے لیے ہوتی تھیں۔ ارشاد ہے:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ[3]

"اور فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے۔"

ظالموں سے جہاد کرنے کا حکم ہے تاکہ ان کا ظالمانہ کاروائیوں سے روکا جاسکے اور فتنہ کا خاتمہ ممکن ہو۔ کیونکہ فتنے کی موجودگی میں ریاست کا نظم ونسق قائم رہنا محال ہوتا ہے۔ جنگ وجہاد کا دوسرا ہدف دین کی اشاعت ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ[4]

---

[1] Waḥīd al-Zamān, Lughat al-Ḥadīth, (al-Nāshir: Mīr Muḥammad Kutub Khānah, Karāchī, S.N.), 38:3.

[2] Dr. Nīsār Aḥmed, 'Ahd Nabawī Meṉ Rīyāsat kā Nashūdarū Nqā', (al-Nāshir: Nashriyāt, Lāhawr, 2007), 9.

[3] al-Baqarah 2:191.

[4] Al-Anfāl 8:39.

اور تم ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو۔

عہد نبوی ﷺ کی جنگوں کا ایک مقصد فتنہ کا تدارک بھی تھا۔ آپ ﷺ نے جیسے ہی دعوت دین کی ابتدا فرمائی ہر طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول عرب کو ہر گز یہ برداشت نہ تھا کہ خطہ عرب کی سربراہی ایک جونیئر گھرانے کے حصے میں آئے۔ مکہ سے جیسے ہی مدینہ ہجرت ہوئی مسائل کے حل کے لیے جہاد و قتال سے کام لیا گیا۔[5]

صحیح بخاری میں ان غزوات کی تعداد کا تعین کیا گیا ہے کہ یہ انیس تھے[6]۔ دور نبوی میں جنگی محاذوں کی تعداد بیاسی بتائی جاتی ہے اور ان میں دو سو انسٹھ مسلمان شہید ہوئے اور قتل ہونے والے کفار کی تعداد سات و سو انسٹھ تھی۔[7]

مندرجہ بالا محدود تعداد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جنگیں روائتی عرب جنگوں سے بالکل الگ تھیں جن میں ہزاروں حقیقی جانوں کا ضیاع ہوا کرتا تھا۔ دور جاہلیت کی جنگوں کا مقصد صرف اور صرف خوف وہراس پھیلانا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کی جنگیں فتنے کے خاتمہ اور امن وامان کے حصول کے لیے ہوا کرتی تھیں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:۔

"حضرت نافع رحمہ اللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ کسی غزوے میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔"[8]

رسول اللہ ﷺ نے معذوروں، ضعیفوں اور بچوں کو قتل کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور دشمن کو مارنے کی بھی اخلاقیات طے کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے طرز پر لاشوں کی بے حرمتی سے بھی منع فرمایا۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَى وَالمُثْلَةِ[9]

"رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور لاشوں کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا" دشمن کو جلا کر مارنے سے منع فرمایا"۔

اسلام میں جنگ بھی اخلاقیات کا درس دیتا ہے۔ جنگ میں ایسے لوگوں کو قتل کی ممانعت ہے جو جنگ میں براہ راست شامل نہ ہوں نیز عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک نہ کرنے کا حکم دیا گیا[10]۔ تاہم کبھی کبھار ایسے حالات پیدا ہو جاتے کہ عورت کا قتل ضروری ہو جاتا تھا۔ اس کی ایک مثال فتح مکہ کا وہ واقعہ ہے کہ جب ابن خطل کی دو لونڈیوں نے رسول اللہ ﷺ کی ھجو کی اور بارہا منع کرنے پر بھی باز نہ آئیں تو ان میں سے ایک کو اس حرکت پر قتل کیا گیا جبکہ دوسری نے معافی مانگ کر امان حاصل کر لی۔[11]

اس کے برعکس دور حاضر کی جنگیں "جنگ میں سب جائز ہے" کے اصول پر لڑی جاتی ہیں۔ ان جنگوں کا مقصد مخالف فریق کا زیادہ سے زیادہ جانی و مالی نقصان کرنا ہوتا ہے۔ جنگ عظیم اول اور دوم نہ صرف انسانیت سوز تھیں بلکہ ظلم و زیادتی کی عظیم داستانیں بھی رقم کر گئی تھیں۔ جنگ عظیم اول میں 8500000 افراد ہلاک ہوئے۔ جبکہ جنگ عظیم دوم میں 4 کروڑ افراد مارے گئے اور کئی ملین

---

[5] Dr. Ḥamīd Allāh, ‘Ahd Nabawī ke Maydān Jang, (al-Nāshir: Idārah Islāmiyāt, Lāhawr, 1982), 9.

[6] Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Sarīyah al-‘Ashīrah, 71:5, Ḥadīth: 3949.

[7] Qāḍī Muḥammad Sulaymān Manṣūr Pūrī, Raḥmat lil-‘Ālamīn, (al-Nāshir: Markaz al-Ḥaramayn al-Islāmī, Fayṣalābād, 2007), j. 2, ṣ. 85.

[8] Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Bāb Qatl al-Nisā’ fī al-Ḥarb, 61:4, Ḥadīth: 3015.

[9] [9] Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Maẓālim, Bāb al-Nahbā bi-Ghayr Idhn Ṣāḥibih, 135:3, Ḥadīth: 2474.

[10] Ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawīyah, (al-Nāshir: Dār al-Ma‘rifah, Bayrūt, S.N.), 240:3.

[11] Ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawīyah, 240:3.

افراد زخمی ہوئے۔

حکمت عملی:

غزوات نبی ﷺ میں جو عسکری حکمت عملی اور رہنمائی موجود ہے، وہ آج کے دور میں بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ نبی ﷺ کی قیادت، فوجی حکمت عملی، اور جنگ کے دوران پیش آنے والے مختلف حالات سے نکلنے کی مہارتیں آج بھی عالمی سطح پر عسکری حکمت عملی کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہیں۔ اس مقالے میں ہم غزوات نبی ﷺ کی روشنی میں دور حاضر کے لیے عسکری رہنمائی پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔ تاکہ امت مسلمہ کو اس سے رہنمائی حاصل ہو سکے۔

جغرافیائی حکمت عملی:

رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی میں جغرافیائی معلومات بھی شامل تھیں۔ آپ ﷺ جنگ میں متعلقہ علاقے کے جغرافیہ کے مطابق فیصلے فرماتے۔ اس کی ایک عظیم مثال جنگ بدر میں جغرافیائی حکمت عملی کے مطابق کاروائی تھی۔

جنگ بدر میں بدر کے کنوئیں پر پڑاؤ کا فیصلہ حضرت خباب بن مندر کے کہنے پر کیا گیا جو کہ درست ثابت ہوا۔[12] یوں بدر میں جب جنگ جون پر تھی تو سورج مسلمان فوج کے پیچھے تھا جس سے ان کو لڑنے میں وقت نہ تھی جبکہ قریش کو سخت مشکل کا سامنا تھا کہ سورج کی شعاعیں ان کی آنکھوں میں پڑ رہی تھیں۔

میدان احد کی جانچ پڑتال کے بعد کوہ عینین عبداللہ بن جبیر کی سربراہی میں پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا گیا۔[13] نیز لشکر کے پڑاؤ کے لیے اونچی جگہ کا انتخاب کیا جاتا تاکہ ہنگامی حالات میں جان بچانے میں آسانی ہو۔[14]

غزوہ خندق میں بھی مدینہ کی جغرافیائی خدوخال کا دھیان رکھا گیا۔ مدینہ کے تین طرف قدرتی دشواریوں کے سبب اسے شمالی جانب سے محفوظ بنانے کی طرف توجہ مرکوز کی گئی۔ اس لیے وہاں خندق کھودی گئی۔

غزوہ خیبر کے لیے روانگی کے وقت بھی آپ ﷺ نے نجد سے خطرے کے بادل اٹھتے دیکھے تو ابان بن سعید کو کچھ لوگوں کے لشکر کے ساتھ نجد کے ان جنگجوؤں کے خاتمے کے لیے بھیجا تاکہ وہ مدینہ پر حملہ کے قابل نہ ہوں۔[15]

خیبر تک رسائی کے لیے حسل بن خارجہ اور عبداللہ بن نعیم کو راہبری سونپی گئی گو اس علاقے کے ہر گوشے سے واقف تھے۔[16] حضرت خباب بن مندر کے مشورے سے چھاونی کا درجہ رجیع کے علاقے کو حاصل ہونے سے خیبر کے یہودیوں اور قبیلہ غطفان کے باسیوں کے باہمی میل ملاپ میں رکاوٹ آگئی اور ان کی طاقت کم ہوئی۔[17] رسول اللہ ﷺ کی بہترین جغرافیائی پالیسی کی

---

[12] Ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawīyah, 435:3.

[13] Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā, (al-Nāshir: Nafīs Ākīdīmī, Karāchī, S.N.), 275:1.

[14] Ṣafī al-Raḥmān Mubārakpūrī, al-Raḥīq al-Makhtūm, (al-Nāshir: al-Maktabah al-Salafīyah, Lāhawr, 2004), 347.

[15] Ṣafī al-Raḥmān Mubārakpūrī, al-Raḥīq al-Makhtūm, 515.

[16] Muḥammad Aḥmad Bāshmil, Mawsū'at al-Ghazawāt al-Kubrā, (al-Nāshir: al-Maktabah al-Salafīyah, al-Qāhirah, 1985), 77.

[17] Dr. 'Abd al-Raḥmān al-Ṭīb al-Anṣārī, Khaybar al-Fatḥ al-Ladhī Sāra bi al-Nabī ﷺ, (al-Nāshir: Dār al-Qawāfil, al-Riyāḍ, 2004), 44.

بدولت مفید نتائج حاصل ہوئے اور محدود نقصان کے بدلے لامحدود فتوحات نصیب ہوئیں۔

دور حاضر میں اطلاق:

نبی ﷺ کی جغرافیائی حکمت عملی آج کے دور میں بھی عسکری رہنماؤں کے لیے ایک گرانقدر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ زمین کی خصوصیات، قدرتی رکاوٹوں، موسم، انٹیلی جنس اور دشمن کی نقل وحرکت کا تجزیہ کرتے ہوئے حکمت عملی تیار کرنا آج کی جنگوں میں بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا نبی ﷺ کی غزوات میں تھا۔ یہ اصول آج کے جدید عسکری نظریات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اور فتح کے حصول کے لیے جنگی میدان میں فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں۔

جاسوسی کا نظام:

جنگی حکمت عملی میں ایک طرف اپنی فوج کی نقل وحرکت کو صیغہ راز میں رکھنا ہوتا ہے تو دوسری طرف دشمن کی نقل وحرکت سے واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ یہ کام جاسوسوں سے لیا جاتا ہے تاکہ مخالف فوج کی چالوں کا بروقت موثر جواب دیا جاسکے۔ نظام جاسوسی کی اس اہمیت کے پیش نظر اسلامی فوج کے شعبہ جات میں جاسوسی وسراغ رسانی کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی۔ ان شعبہ جات میں شامل صحابہ ہر وقت دشمن کی مخبری میں لگے رہتے تھے۔

بدر کی لڑائی کے روز رسول اللہ ﷺ نے عدی بن ابی الغرباء کے ساتھ بسبس بن عمرو کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ قریش کے لشکر کی خبر لائیں وہ بدر کے کنویں کے قریب جاکر ابوسفیان کے متعلق دریافت کرنے لگے اور جیسے ہی لشکر قریش کی آمد کا پتہ چلا فوراً رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا گیا۔[18] غزوہ احد میں یہ ذمہ داری حباب بن منذر اور انس بن فضالہ اور حضرت علی بن ابو طالب کو سونپی گئی۔[19] غزوہ ذی امر کی بھی پیشگی اطلاعات تھیں کہ بنو ثعلبہ اور محارب کا بڑا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے والا ہے تو مسلمان فوج پوری تیاری کے ساتھ متحرک رو جگہ پہنچی دشمن پر ہیبت طاری ہوگئی اور دو چھپ گیا رسول اللہ ﷺ 30 روز وہیں پر قیام فرمایا۔ تاکہ دشمن کو مرعوب کیا جاسکے۔[20]

جنگ خندق سے قبل رسول اللہ ﷺ شمالی عرب گئے ہوئے تھے وہاں سے آپ ﷺ کا ارادہ دومتہ الجندل جانے کا تھا لیکن کفار کے لشکر کی خبر سننے پر آپ ﷺ راستے سے ہی لوٹ آئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا مخالف فوج پہنچنے سے دو ہفتے پہلے ہی خندق کی کھودائی مکمل کرلینا خبر رسانی کے اعلی معیار کا ضامن ہے۔[21]

بنو مصطلق نے شعبان 6ھ میں مسلمانوں کے خلاف زور وشور سے جنگی تیاریوں کا آغاز کر دیا۔ آپ ﷺ ان کی تیاریوں کی خبر ملتے ہی اچانک واپس آئے اور مریسیع کے مقام پر ان کو گھیر لیا گیا۔[22]

دور حاضر میں اطلاق:

دور حاضر میں جاسوسی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ لہذا ہر ملک اپنے دفاع وسالمیت کے تحفظ کے لیے محکمہ جاسوسی قائم کرتا ہے اور خفیہ

---

[18] Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā, 262:1.

[19] Yasīn Maẓhar Ṣiddīqī, 'Ahd Nabawī kā Niẓām Ḥukūmat, (al-Nāshir: Idārah Taḥqīq wa-Taṣnīf Islāmī, Alīgaṛh, 1994), 60.

[20] Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā, 36:2.

[21] Dr. Ḥamīd Allāh, 'Ahd Nabawī Meṉ Niẓām-i-Ḥukūmatī, (al-Nāshir: Urdu Ākīdīmī, Karāchī, 1981), 247.

[22] Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā, 63:2.

ایجنسیاں فعال بناتا ہے۔ بلاشبہ جاسوسی کے نظام کے فعال ہونے سے مناسب حکمت عملی اپنا کر دشمن کی ہر چال کو ناکام کیا جاسکتا ہے۔

رازداری:

جنگ میں فوج کی نقل و حرکت سے دشمن کو لاعلم رکھنا بہت اہم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر دشمن کو فوج کی حکمت عملی، تعداد اور ٹھکانے کا علم ہو تو ہر طرح کی تدبیر بے سود ہو جاتی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: الْحَرْبُ خَدْعَةٌ[23] "جنگ ایک چال ہے"۔ آپ ﷺ اپنے دشمن سے اپنی ہر تدبیر پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ غزوہ بدر کفار کے لشکر کی آمد سے قبل رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ سے ایک شیخ کی ملاقات ہوئی تو اس سے قریش کے لشکر سے متعلق بازپرس کی گئی۔ لیکن اس کے شناخت دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہم کنویں کے پاس سے آئے ہیں۔ اس رازداری کی وجہ سے اس شخص کو آپ کے اصل ٹھکانے کا علم نہ ہو سکا۔[24] فتح مکہ کے لیے روانگی کے وقت بھی جنوبی راستے کو چھوڑ کر شمالی راستہ اختیار کر کے حلیفوں کو جمع کیا اور شمال مشرق سے ہوتے ہوئے جنوب مشرق گئے یوں دشمن کو آپ کی درست سمت کا اندازہ نہ ہو سکا اور وہ حیرت زدہ ہو گیا۔[25] نیز مسلمانوں کی تعداد کو خفیہ رکھنے کے لیے رسول اللہ نے یہ حکمت عملی اپنائی کہ ہر صحابی کو اپنی الگ مشعل جلانے کا حکم دیا تاکہ ان کی تعداد زیادہ لگے اور دشمن پر ہیبت طاری ہو جائے۔ آپ ﷺ کی یہ تدبیر اتنی سود مند ثابت ہوئی کہ کفار مکہ نے اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یوں مکہ بغیر کسی لڑائی کے فتح ہو گیا۔ حنین اور تبوک کے غزوات میں بھی ایسی ہی خفیہ پالیسی اختیار کرتے ہوئے منزل تک پہنچنے کے لیے متبادل راستوں کا انتخاب کیا گیا۔ جنگی چالوں اور حکمت عملی کو جتنا پوشیدہ رکھا جائے گا اتنی ہی جنگی کامیابی کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔

دور حاضر میں اطلاق:

نبی ﷺ کی رازداری کی حکمت عملی آج کے عسکری نظام کے لیے بھی ایک اہم رہنمائی ہے۔ معلومات کا خفیہ رکھنا، دشمن کے سامنے اپنے منصوبوں کو چھپانا، اور انٹیلی جنس کی حفاظت آج بھی ہر عسکری آپریشن کا اہم حصہ ہے۔ نبی ﷺ کے دور کی جنگوں میں جہاں آپ نے اپنے دشمن کو معلومات سے بے خبر رکھا، وہاں آج کے دور میں جدید ٹیکنالوجی اور مواصلات کے پیچیدہ نظام کے ذریعے بھی یہی اصول کامیابی کی کنجی ہیں۔

جدت:

جنگ میں ہتھیاروں کے ساتھ جدید طریقوں کا استعمال اسے آسان بنا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جنگی حکمت عملی ترتیب دیتے ہوئے روایتی اور جدید دونوں طرح کے طریقے استعمال کرتے تھے۔ ان طریقوں میں صف بندی کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اس سے قبل عربوں میں صف بندی مفقود تھی۔ دوران لڑائی اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا جاتا کہ سورج مخالف سمت ہو تاکہ سورج کی تیز شعاعیں وجیوں کی لڑنے کی استعداد کو متاثر نہ کر سکیں۔ ہوا کے رخ کو بھی ذہن میں رکھا جاتا اور سارے اقدامات کے بعد کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا [26] اے ایمان والو جب کسی گروہ سے لڑو تو ثابت قدم رہو۔ دوران جنگ حالات کتنے ہی برے ہوتے مسلمان نہ صرف ثابت

[23] Muslim, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Bāb Jawāz al-Khidā‘ fī al-Ḥarb, 1362:3, Ḥadīth: 1740.
[24] Ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawīyah, 430:3.
[25] Ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawīyah, 271:3.
[26] Al-Anfāl 8:45.

قدمی سے لڑتے بلکہ علاقائی حالات کو بھی مد نظر رکھا کرتے تھے۔ انہی حالات کے پیش نظر غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسیؓ کے خندق کھودنے کے مشورہ پر عمل کیا گیا۔[27] خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا تو اس کے لیے مناسب جگہ اور لمبائی و گہرائی کا تعین رسول اللہ ﷺ نے بذات خود کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں:

پوری سپاہ خندق کھودنے کو تیار تھی اور رسول اللہ ﷺ انجینیر کی طرح خندق کی چوڑائی اتنی رکھوارہے تھے کہ اسے گھوڑا بھی جست لگا کر پھلانگ نہ سکے۔[28] تاریخ شاہد ہے کہ اس خندق کی بدولت دشمن کا طویل محاصرہ بھی مدینہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔ یوں ریاست مدینہ اور اس کے باقی دونوں کفار کے شر سے بالکل محفوظ رہے۔ خندق دیکھ کر کفار مکہ حیران و پریشان تھے اس طریقے کے بارے میں جاننے کے خواہش مند تھے۔

زاد المعاد میں تحریر ہے: قریش کہنے لگے یہ کونسا طریقہ ہے جو ہمارے علم میں نہیں۔[29] جنگ خیبر میں منجنیق کا استعمال بھی جدت و تنوع کی عظیم مثال تھی۔ جب یہود اپنے مضبوط قلعہ میں محصور ہو گئے تو ان منجنیقوں کے ذریعے ان پر پتھر پھینکے گئے نیز طائف میں بھی یہی فن استعمال کیا گیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ: محاصرہ طائف میں دبانہ اور عراوہ کو بھی استعمال کیا گیا۔[30]

دور حاضر میں اطلاق:

نبی ﷺ کی عسکری حکمت عملی اور جنگوں میں جدت نے ثابت کر دیا کہ حالات کے مطابق تبدیلی، حکمت، اور جدید نظریات کا استعمال کسی بھی کامیاب عسکری آپریشن کے لیے ضروری ہے۔ آج کے دور میں بھی، نبی ﷺ کی حکمت عملیوں اصول جیسے ٹیکنالوجی کا استعمال، اسیمٹرک وارفیئر، عسکری اتحاد، اور پہلے سے منصوبہ بندی عسکری اداروں کے لیے کے

انتہائی اہم ہیں۔ عسکری رہنماؤں کو نبی ﷺ کی جنگوں کی جدت سے سبق لیتے ہوئے، نئے وسائل اور طریقوں کو اپنانا چاہیے، تاکہ ہر جدید چیلنج کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکے۔

تربیت سپاہ:

بہترین جنگی حکمت عملی کے لیے بلند حوصلہ فوج اور جنگی فنون میں بھی مہارت لازم و ملزوم ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان فوج کی تربیت کرتے ہوئے ان دونوں چیزوں کا خاص خیال رکھا۔ آپ ﷺ نے تربیت سپاہ میں فکری اور آفاقی اصولوں کو مد نظر رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس کے قدم بڑی سے بڑی قوت کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی نہ ڈگمگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی فوج جذبہ شہادت کے تحت دشمن کا سامنہ کرتی کیونکہ شہید کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ**[31] اللہ کی رو میں قتل ہونے والے کو مردو نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

ایک دفعہ آپ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ بہترین انسان کون ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ**

---

[27] ʻUrwah bin al-Zubayr, Maghāzī Rasūl, tarjumah: Saʻīd al-Raḥmān ʻAlavī, (al-Nāshir: Idārah Thaqāfat Islāmīyah, Lāhawr, 2002), 190.

[28] Dr. Ḥamīd Allāh, Khuṭbāt Bahāwalpūr, (al-Nāshir: Idārah Taḥqīqāt Islāmī, Islāmābād, 2007), 260.

[29] Ibn Qayyim al-Jawzī, Zād al-Maʻād, (al-Nāshir: Dār al-Kutub al-ʻArabī, Bayrūt, S.N.), 520.

[30] Dr. Ḥamīd Allāh, ʻAhd Nabawī Meṉ Niẓām-i-Ḥukūmatī, 246.

[31] Al-Baqarah 2:154.

وَمَالِهِ[32] وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ اسلام میں شہادت کو حاصل اس بلند مقام کی وجہ سے مسلمان بے خوف ہو کر لڑتے اور شہادت پانے کی آرزو کرتے۔ ان کی یہ سوچ موت کے ڈر پر حاوی ہو جاتی تھی۔ جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: الرَّوْحَةُ وَالغَدْوَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا[33] اللہ کی راہ میں گزرنے والی ایک صبح اور شام دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔

رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کی ہمہ جہت تربیت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی فوج کو طویل مسافت کے لیے بھیجا کرتے تاکہ وہ مشقت کے عادی ہو جائیں اور دور دراز کے جغرافیائی حالات اور موسم کی شدت کو برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

آپ ﷺ کی ان کاوشوں کا ثمر تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ نے مدینہ کی پتھریلی زمین میں نو ہزار گز لمبی پانچ گز چوڑی اور چار گز گہری خندق کی کھدائی ممکن بنائی۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس اس کھدائی میں شریک تھے اور فاقوں کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ کر کھدائی کر رہے تھے۔[34] سریہ موتہ میں بھی آپ ﷺ کی اس عسکری تربیت کی بدولت ایک ایک کر کے کئی سپہ سالار شہید ہونے کے باوجود خالد بن ولید اسلامی لشکر کو باحفاظت مدینہ واپس لے آئے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو گھڑ سواری اور نشانہ بازی کی بہترین تربیت بھی دیا کرتے تھے تاکہ وہ جنگ میں بہترین صلاحیتیں دکھا سکیں۔

دور حاضر میں اطلاق:

نبی ﷺ کی تربیتی حکمت عملی آج کے دور کے عسکری اداروں کے لیے ایک گراں قدر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی تربیت میں جسمانی، ذہنی، اور روحانی تربیت کے اصول آج بھی فوجیوں کی کامیابی کے لیے اہم ہیں۔ جدید عسکری اداروں کو بھی نبی ﷺ کے ان اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی تربیت میں جسمانی فٹنس، ذہنی تیاری، اخلاقی اقدار، اور جدید ٹیکنالوجی کا توازن پیدا کرنا چاہیے۔

موزوں افراد کا تعین:

موزوں ترین افراد کو سپہ سالاری سونپ کر بہترین نتائج کا حصول ممکن بنایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے انفرادی قابلیت اور قائدانہ صلاحیتوں کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ایک جنگ میں سپہ سالاری حاصل کرنے والا دوسری جنگ میں کسی اور سپہ سالار کے ماتحت جنگ لڑ رہا ہوتا اور اس بات کو بالکل بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔

امیر حمزہ کو اگر سیف البحر میں کمان دی گئی سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ سعادت سریہ ضرار میں نصیب ہوئی۔ غزوہ موتہ میں لشکر کی کمان زید بن حارث کو دی گئی اور بہت سے جلیل القدر صحابہ نے ان کی ہدایات کے مطابق جنگ میں اپنی پوزیشنیں سنبھالیں۔ بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری لشکر کی سربراہی اسامہ بن زید جیسے نوعمر صحابی نے کی۔[35]

تاہم اکثر اوقات لشکر کے سپہ سالار کے تقرر میں مشاورت کی پالیسی اپنائی جاتی تھی اس کی ایک مثال سریہ الجناب کے لیے رسول اللہ

---

[32] Muhammad bin Ismail Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Bāb Afaḍal al-Nās Mu'min Mujāhid bi-Nafsihi wa-Mālih fī Sabīl Allāh, j. 4, ṣ. 15, Ḥadīth: 2786.

[33] Muhammad bin Ismail Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, 17:4, Ḥadīth: 2794.

[34] al-Ṭabarī, Tārīkh al-Rusul wa-al-Mulūk, (al-Nāshir: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Bayrūt, S.N.), 568:2.

[35] Yasīn Maẓhar Ṣiddīqī, 'Ahd Nabawī kā Niẓām Ḥukūmat, (al-Nāshir: Idārah Taḥqīq wa-Taṣnīf Islāmī, Alīgaṛh, 1994), 40.

ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے مشاورت کے بعد قبیلہ خزرج کے بشیر بن سعد کو کمان سونپی تھی[36] ۔ یوں لشکر کے نگران، علم بردار اور فوج کے شہسوار کا انتخاب بھی ذاتی صلاحیتوں اور قابلیت کی روشنی میں کیا جاتا تھا۔ تاہم جس کو بھی یہ ذمہ داریاں سونپی جاتی ساری فوج اس کی پیروی کرنے کی پابند ہوتی تھی۔

تاہم بعض اوقات ان شعبہ جات پر تقرری کرتے ہوئے السابقون الاولون کو بھی اہمیت دی جاتی لیکن اس صورت میں بھی ذاتی صفات اور قابلیت کو نظر انداز نہ کیا جاتا تھا[37]۔ اطاعت امیر کو جنگ میں کامیابی کی کنجی قرار دیا جاتا تھا۔ ارشاد نبوی ہے:

اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ[38]

"رسول اللہ نے ابو ذر سے فرمایا سنو اور اطاعت کرو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کا سر منقی کی طرح چھوٹا ہو"۔

آپ کے ماننے والوں نے اس حدیث پر من و عن عمل کیا اور کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

دور حاضر میں اطلاق:

دور حاضر میں موزوں افراد کا تعین محض تعلیمی یا فنی مہارتوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جامع تصور ہے جس میں سماجی، اخلاقی، اور جذباتی صلاحیتیں بھی شامل ہیں۔ ایک موزوں فرد وہ ہوتا ہے جو تبدیلی کو اپنانے کی صلاحیت رکھتا ہے، جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہو، اپنے سماجی اور اخلاقی فرائض کو نبھائے، اور اپنی ذاتی صحت و فلاح کا بھی خیال رکھے۔ یہ تمام پہلو ایک فرد کی صلاحیتوں کا مجموعہ ہیں، جو اسے آج کے تیز رفتار اور چیلنجز سے بھرے ماحول میں کامیاب بناتے ہیں۔

صورتحال سے مکمل آگاہی:

کسی مخصوص محاذ میں پوری طرح کامیابی کے لیے متعلقہ حالات واقعات سے مکمل آگاہی ضروری ہے۔ باوثوق ذرائع سے معلومات کے حصول کے بعد مناسب منصوبہ بندی کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ مختلف افراد کو فوج میں تعینات کرتے اور عہدے سونپتے وقت خصوصی احتیاط سے کام لیتے اور ایسے لوگوں کو خصوصی عہدوں پر تعینات کیا جاتا جو حالات سے مکمل آگاہ ہوتے تھے۔ سپاہیوں کی روانگی باقی فوج سے پہلے ہوتی تاکہ وہ حالات و واقعات کی خبر لائیں۔ اپنی پوزیشن کو چھپانے کے لیے اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں اتروادی جاتی تھیں۔[39] دشمن کی تعداد اور جنگی سامان کا اندازہ لگا کر فیصلہ سازی کی جاتی تھی۔ بدر میں بھی اسی حکمت عملی سے مدد لی گئی۔

بدر کے کنوئیں کے پاس دو آدمی نظر آئے تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے قریشی لشکر کی جگہ اور فوجیوں کی تعداد کے بابت پوچھا تو وہ بولے کہ وہ عدوۃ القصر کے نزدیک ہے لیکن تعداد معلوم نہیں۔ آپ ﷺ ذبح کیے اونٹوں کی تعداد کا پوچھا تو 9 اور 10 کے درمیان تعداد بتائی گئی۔ اس سے آپ ﷺ نے اندازہ لگایا کہ ان کی تعداد 9 سو سے ایک ہزار کے بیچ میں ہے اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے۔[40] یوں جنگ میں حصہ لینے والے قریشی سرداروں کی تعداد کا پتہ لگا کر اس کے مطابق حکمت عملی ترتیب دی گئی۔

---

[36] Yasīn Maẓhar Ṣiddīqī, ʻAhd Nabawī kā Niẓām Ḥukūmat, 44.

[37] Abū al-Aʻlā Maudūdī, Khilāfat wa-Mulūkīyat, (al-Nāshir: Qurʼān Kamplēks, Lāhawr, 2006), 102.

[38] Al-Bukhārī, al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Adhān, Bāb Imāmat al-ʻAbd wa-al-Mawlā, 140:1, Ḥadīth: 693.

[39] Muḥammad Aḥmad Bāshmil, Mawsūʻat al-Ghazawāt al-Kubrā, (al-Nāshir: al-Maktabah al-Salafīyah, al-Qāhirah, 1985), 125.

[40] Ibn Saʻd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā, 255:2.

مختلف مقامات پر تقرری کے لیے ایسے لوگوں کو منتخب کیا جو متعلقہ کے حالات سے مکمل آشنا تھے۔[41] جنگ بدر کے لیے ترتیب لشکر رات کو ہی کر لی گئی: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: عَبَّأَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ لَيْلاً.[42] رسول اللہ ﷺ نے مقام بدر میں رات کے وقت ہمیں مناسب جگہوں پر تعینات فرمایا۔ احد میں مدینہ سے باہر جا کر جنگ کرنے کا فیصلہ اور جنگ احزاب میں دشمن کی کثیر فوج کو مدینہ میں داخلے سے خندق کے لیے روکنے کا فیصلہ بھی حالات کو دیکھ کر کیا گیا تھا۔

دور حاضر میں اطلاق:

دور حاضر کے لیے عسکری رہنمائی کا مقصد عسکری رہنماؤں کو موجودہ دور کی جنگوں کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ حالات کے مطابق اپنی حکمت عملیوں کو بہتر طور پر ترتیب دے سکیں۔ اس میں جدید ٹیکنالوجی، عالمی سطح پر روابط، معلومات کی جنگ، اور سیاست کے اثرات ہیں تاکہ جنگ کی کامیابی کے لیے ایک جامع حکمت عملی تیار کی جا سکے۔

خلاصہ کلام:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کیا۔ اس تحقیق میں ہم نے غزوات النبی ﷺ میں دور حاضر کے لیے عسکری رہنمائی کا ذکر کیا ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک اہم حصہ جس کی طرف عام طور پر لوگوں کی توجہ کم ہوتی ہے وہ مختلف جنگوں میں آپ ﷺ کی سیاسی اور عسکری حکمت عملی ہے اور شاید یہ اس وجہ سے ہے کہ ہماری ایک عادت کی بن گئی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کی زندگی کی تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کو اعجاز اور معجزے کی نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں۔ اسلام کی عظیم اور نمایاں جنگوں میں سے ایک جنگ بدر ہے۔ جو لوگ اس میں شریک ہوئے بعد میں وہ ایک خصوصی امتیاز حاصل کر گئے۔ ہجرت کے دوسرے سال جمادی الاول کے مہینے میں مسلمانوں کو خبر ملی کہ قریش کا ایک تجارتی وفد ابو سفیان کی سربراہی میں مکہ سے شام جارہا ہے پیغمبر اکرم ﷺ نے قافلہ کی تلاش میں ذات العشیر و نامی جگہ تک ان کا پیچھا کیا اور دوسرے ماہ کی ابتداء تک وہیں رہے لیکن قافلہ ہاتھ نہیں آیا۔

غزوات نبی ﷺ کی عسکری حکمت عملی آج کے دور میں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ ان غزوات سے سیکھنے والی سب سے اہم بات یہ ہے کہ جنگوں میں کامیابی کے لیے محض طاقت نہیں بلکہ حکمت، تدبیر، حوصلہ، اور وقت کے مطابق فیصلے کرنا بھی ضروری ہے۔ ان اصولوں کو اپنانے سے نہ صرف عسکری کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے، بلکہ عالمی امن کے قیام میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

---

[41] Muḥammad Ṣiddīq Qurayshī, Payghambar Ḥikmat wa-Baṣīrat, (al-Nāshir: al-Faiṣal Nāshrān wa-Tājirān Kutub, Lāhawr, S.N.), 268:2.

[42] Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Sunan, Kitāb al-Jihād, Hadith: 1677 (al-Nāshir: Dār al-Salām li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, al-Riyāḍ, 1999), 246:3.